اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ

التحقیقات لدفع التلبیسات

از

امام الہند فخر الاماثل صدر الافاضل الشاہ

سید محمد نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہٗ الہادی

(صاحبِ تفسیر خزائن العرفان)

ترتیب وتہذیب

غلام مصطفیٰ نعیمی

(ایڈیٹر سوادِ اعظم، دہلی)

ناشر

طلبۂ فضیلت (سال ۱۴۳۴ھ/ ۲۰۱۳ء) جامعہ نعیمیہ

تحریکِ سوادِ اعظم، ۴۲۳، گراؤنڈ فلور، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶

Mobile: 09717285505/ Email: gmnaimi@gmail.com

نام کتاب	:	التحقیقات لدفع التلبیسات
مصنف	:	صدر الافاضل الشاہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی
ترتیب وتہذیب	:	غلام مصطفیٰ نعیمی
کمپوزنگ	:	محمد زبیر قادری (موبائل:09867934085)
اشاعت باراوّل	:	جون ۲۰۱۳ء
صفحات	:	۳۲
تعداد	:	۱۱۰۰
قیمت	:	۲۴ روپے

کتاب ملنے کے پتے

- ☆ مکتبہ نعیمیہ، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی
- ☆ کتب خانہ امجدیہ، ۴۲۵ مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶ 011-23243187
- ☆ مدینہ کتاب گھر، اولڈ آگرہ روڈ، مالیگاؤں، مہاراشٹر (موبائل 9325028586)
- ☆ فلاح ریسرچ فاؤنڈیشن، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶ (موبائل:09867934085)
- ☆ مکتبہ نعیمیہ، اندرون جامعہ نعیمیہ، مرادآباد
- ☆ مدرسہ نور الاسلام، قصبہ دڑھیال، ضلع رام پور

تقریظ جمیل

ماہر درسیات حضرت العلام مفتی محمد ایوب صاحب نعیمی
شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ و مفتی اعظم مراد آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زیر نظر رسالۂ مبارکہ ''التحقیقات لدفع التلبیسات'' میں آقائے نعمت حضور صدر الافاضل فخر الاماثل بانی جامعہ نعیمیہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے جن تلبیساتِ وہابیہ کو طشت ازبام کیا ہے وہ اپنی مثال ہے۔ عبارت اتنی روشن کہ ادنیٰ سی بصیرت رکھنے والا انسان بھی دونوں کتابوں کو سامنے رکھ کر دیکھے تو اس پر واضح ہو جائے گا کہ ''التلبیسات'' میں اپنے کفری مضامین چھپائے گئے ہیں۔ یہ حضرت ہی کی شان ہے کہ وسیع مضامین کو مختصر انداز میں بیان فرما کر سمندر در کوزہ کی مثال قائم فرما دیتے۔ درجہ فاضل کے فارغ ہونے والے طلبہ کا اس رسالہ مبارکہ کو اپنے جشن فراغت میں شائع کرانا نہایت عمدہ اور انتہائی مستحسن قدم ہے۔ مولیٰ انہیں اور تمامی اہلِ سنّت کو استفاضہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ الصلاۃ والسلام

خاکپائے نعیم
فقیر محمد ایوب نعیمی عفی عنہ
شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ مراد آباد

رائے گرامی

شیخ المعقولات سرمایۂ علم وفن حضرت علامہ ہاشم صاحب نعیمی
پروفیسر معقولات جامعہ نعیمیہ مراد آباد

محترم ناظرین کرام! کتاب مستطاب مسمّٰی بہ ''التحقیقات لدفع التلبیسات'' حضرت صدر الافاضل علامہ الحاج الشاہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ کی قلمی جولانیت کا ایک عمدہ شاہکار ہے۔ حضرت صدر الافاضل کا قلم جب بھی اٹھا تو مسئلہ پر سیر حاصل کلام کیا اور کوئی گوشہ بھی تشنہ نہیں چھوڑا۔ یہی کچھ اس کتاب میں بھی موجود ہے جس میں آپ نے وہابیہ کی ان تقیہ بازیوں سے پردہ اٹھایا ہے جس پر وہ اپنے فریب سے اہلِ ایمان کو مغالطے میں ڈال کر خود کو علمائے حرمین شریفین کی باوقار بارگاہ سے پاک وصاف ثابت کرانا چاہتے تھے، جس کے لیے انہوں نے کتاب ''التصدیقات لدفع التلبیسات'' جو حقیقتاً ''التلبیسات لدفع التصدیقات'' ہے ترتیب دی مگر حضرت صدر الافاضل کی دور اندیش نگاہوں سے بچ نہیں سکے اور سارا کچا چٹھا کھل کر سامنے آ گیا اور کیوں نہ آتا کہ ع

ہم کو تو ہر حجاب میں آتے ہو تم نظر : دھوکہ وہ کھائے جو تمہیں پہچانتا نہ ہو

اس کتاب کی اشاعت وقت کی ایک اہم ضرورت تھی جسے عزیز گرامی قدر ومنزلت مولانا غلام مصطفی نعیمی سلمہ القوی نے اپنی لگن سے پورا کیا اور طلبۂ فضیلت کو اِس بات پر اُبھارا کہ وہ اپنے جشنِ فضیلت کو بایں طور منائیں کہ دستار کے موقع پر کوئی اہم کتاب شائع کریں جس سے ایک طرف ملت کو کتابی سرمایہ حاصل ہو تو دوسری طرف جامعہ کے طلبہ کی تحریری اُمور سے دلچسپی بھی بڑھے۔ طلبۂ جامعہ نے ان کی آواز پر لبیک کہا اور اس طرح یہ کتاب آج آپ کے ہاتھوں کی زینت بنی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان طلبہ کے حوصلوں میں مزید قوت عطا فرمائے اور اعزوارشد مولانا غلام مصطفی نعیمی جن کی موجودہ فعالیت اور علمی سرگرمیوں کی بنیاد پر مستقبل کے لیے ان سے بہت ساری امیدیں وابستہ ہو گئی ہیں۔ انہوں اس کتاب کی ترتیب وتخریج اور ترجمہ وتذہیب کا کام سرانجام دے کر اس کو اور آسان بنا دیا ہے اللہ مولانا موصوف کے قلم میں روانی عطا فرمائے اور مستقبل میں نت نئے موضوعات پر کام کرنے کی قوت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم

محمد ہاشم نعیمی، خادم جامعہ نعیمیہ مراد آباد

تقریظ جلیل

استاذ العلماحضرت علامہ مفتی محمد سلیمان نعیمی برکاتی

استاذ فقہ وحدیث جامعہ نعیمیہ مرادآباد، ونائب مفتی اعظم مرادآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

زیرنظر رسالہ ''التحقیقات لدفع التلبیسات''، مفسر اعظم حضور صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ کی باریک بینی، دوراندیشی اور بلندیِ فکر کا شاندار نمونہ ہے۔جس میں آپ نے جماعتِ وہابیہ کے متفقہ عقائد پر مشتمل کتاب ''التصدیقات لدفع التلبیسات'' کے مکروفریب کواس احسن انداز میں اجاگر کیا ہے کہ مخالف کوآہ بھرنے کا موقع بھی نہیں دیا۔

عموماً جب کسی تحریر کی تردید کرنی ہوتو قلم کا تیور کافی جارحانہ ہوتا ہے مگر یہ حضرت صدرالافاضل کے قلم کی خوبی ہے کہ آپ کی تردیدی تحریریں بھی ''نفاست ونزاکت'' کا آئینہ دار ہوتی ہیں۔مضبوط اس قدر کہ پہاڑ بھی کمزور نظر آئیں۔

اکابرین وہابیہ کی تلبیسات کا پردہ فاش کرتے ہوئے صدرالافاضل رقم طراز ہیں:

''اس (کتاب) میں تلبیس کی گئی ہے اور چالاکیوں سے کام لیا گیا ہے۔علمائے مکہ مکرمہ کو طرح طرح کے دھوکے دئے گئے ہیں۔اپنا مذہب کچھ کا کچھ بتایا گیا ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ وہابی علما شاید تقیہ بازی اور موقع پرستی میں شیعوں سے بھی آگے بڑھنے کا ارادہ رکھتے ہیں تبھی تو وہ موقع محل کے اعتبار سے اپنی فکر وعقیدہ کو تبدیل کرلیتے ہیں۔ بقولے ع

مطابق موسم کے میں دیوانہ ہوں : مارچ میں بلبل تو اپریل میں پروانہ ہوں

کہاں ایک طرف ان کے ''شیخ الاسلام'' حسین احمد مدنی محمد ابن عبدالوہاب نجدی کو ''گمراہ اور باطل عقیدہ کا حامل'' قرار دیتے ہیں (دیکھئے الشہاب الثاقب) مگر آج ان کے خاندان میں ان کے بیٹے پوتے بشمول دیگر علمائے وہابیہ ابن عبدالوہاب کو متبع سنت اور عقائد اسلام کا پاسبان کہتے نہیں تھکتے۔آخر اس دورنگی کو کیا کہا جائے؟

یہ تقیہ بازی اور موقع پرستی علمائے وہابیہ کو ورثہ میں ملی ہے۔زیرنظر رسالہ میں اکابر وہابیہ کی انہیں ''تلبیسات'' کو حضرت صدرالافاضل نے آشکار فرما کر ان کے چہروں کو بے نقاب کیا ہے۔اس رسالہ کا مطالعہ ہر انصاف پسند قاری کے لیے بہت ضروری ہے۔اس کتاب کی اشاعت جامعہ نعیمیہ سے فارغ ہونے والے طلبہ کی جانب سے ہورہی ہے جس کے لئے طلبہ قابل مبارکباد ہیں اور ساتھ ہی قابلِ تحسین ہیں۔عزیز القدر مولانا غلام مصطفی نعیمی ایڈیٹر سوادِ اعظم دہلی جن کی ترغیب وتحریک پر یہ کتاب منصۂ شہود پر آئی اور انہوں نے اس کی کتاب کی ترتیب وتہذیب کا مشکل کام بھی انجام دیا۔اللہ ان کے قلم میں مزید روانی عطا فرمائے اور فیضانِ صدرالافاضل کو عام وتام فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ والسلام

گدائے کوچہ صدرالافاضل

محمد سلیمان نعیمی برکاتی

خادم التدریس والافتاء جامعہ نعیمیہ مرادآباد

منزل کی طرف مثلِ سیلِ رواں چل

غلام مصطفےٰ نعیمی (مدیر سوادِ اعظم، دہلی)
ای میل: gmnaimi@gmail.com

عہدِ طالب علمی ہی سے یہ خواب تھا کہ جامعہ نعیمیہ کے طلبہ تحریری میدان میں آئیں اور جامعہ سے انتساب رکھنے والے ان علما کے نقشِ قدم پر چلیں جنھوں نے اپنے اپنے عہد میں ملتِ اسلامیہ کی بے لوث خدمات انجام دی ہیں۔ جن میں حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی، قاضی احسان الحق نعیمی بہرائچی، تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی، مفتی غلام معین الدین نعیمی، امام النحو علامہ غلام جیلانی میرٹھی، حافظِ ملت مولانا عبدالعزیز محدث مرادآبادی اور مجاہدِ ملت مولانا حبیب الرحمن اڑیسوی علیہم الرحمہ جیسی عبقری شخصیات نمایاں طور پر شامل ہیں۔

مگر جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ محض خواب دیکھنے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ خوابوں کی تعبیر کے لیے ان تھک جدوجہد کرنا پڑتی ہے۔ یا یوں کہہ لیں کہ سوتے ہوئے خواب دیکھنے سے کچھ نہیں ملتا بلکہ ملتا تب ہے جب انسان اپنے خوابوں کو پورا کرنے کے لیے اپنی نیندوں کو قربان کردے۔ اس لیے یہ راہ اتنی آسان نہیں ہے لیکن اگر مشفق اساتذہ مل جائیں تو کام آسان ہوجاتا ہے۔ اللہ ربّ العزت کا بڑا فضل وکرم رہا کہ ہمیں کچھ ایسے مشفق اساتذہ مل گئے جنھوں نے ہمارے خوابوں کی اُڑان کو پر لگا دیئے۔

اور انھیں کی سرپرستی میں طلبہ کو تحریری میدان میں طبع آزمائی کے لیے اُتارا گیا۔ حسبِ توقع طلبہ کو یہ ذمے داری بھاری لگنے لگی۔ مجھے خوب یاد ہے کہ میرے کئی دوست اپنے حصّے کا مقالہ مجھ سے لکھوایا کرتے تھے اور اگر میں ٹالنے کی کوشش کرتا تو ''دوستانہ دھونس'' دے کر بھی اپنا کام نکال لیتے تھے۔ خیر! آہستہ آہستہ طلبہ مانوس ہوتے گئے۔ اسی درمیان ہمارے استاذِ محترم نمونۂ اسلاف حضرت مولانا اکبر علی صاحب نعیمی اطال اللہ عمرہٗ کی مسلسل حوصلہ افزائیوں اور ان کے مضبوط سہارے کی بنیاد پر ایک رسالہ نکالنے کا ارادہ بھی بن گیا مگر قلتِ اسباب کہیں یا وقت کا نہ ہونا، یہ سارا منصوبہ ٹھنڈے بستے میں چلا گیا۔

اسی درمیان ہماری فراغت ہوگئی اور اس خواب وآرزو کو لے کر ہم جامعہ سے رخصت ہوگئے۔ مگر یہ خواب آنکھوں میں اس طرح بس گیا تھا کہ دور نہیں ہوتا تھا۔ آخر یہ خواب دارالسلطنت دہلی لے آیا اور ہم نے بائیس خواجگان کی چوکھٹ پر اپنا ڈیرہ ڈال دیا۔

یہاں چونکہ ایک تو اشاعت کا بہت بڑا مرکز ہے، دوسرے یہاں اہلِ قلم بھی اچھی خاصی تعداد میں بستے ہیں۔ مزید برآں یہاں آئے دن کوئی نہ کوئی علمی سیمینار وسمپوزیم ہوتا رہتا ہے اور دور دراز کے مشاہیر اہلِ قلم بھی تشریف لاتے رہتے ہیں۔ اس لیے ان سے ملاقات کا موقع بھی بہت ملتا رہتا ہے۔ خواجگانِ دہلی کے فیضان سے جلد ہی تحریری سفر کا آغاز ہوگیا اور ناچیز کی پہلی تصنیف ''اسلامی نظریات'' منظرِ عام پر آئی اور اس کے بعد حضرت صدرالافاضل علیہ الرحمہ کے یادگار رسالہ ''السوادالاعظم'' کی نشاۃ ثانیہ کے لیے بھاگ دوڑ شروع کردی۔ اساتذہ کی دعائیں اور فضلِ ربی وہ مبارک گھڑی بھی آئی اور مئی ۲۰۱۱ء میں ''السوادالاعظم'' سوادِ اعظم بن کر اُفقِ سُنّیت پر پھر نمودار ہوا اور آج تک بحمدہٖ تعالیٰ وبعونہٖ رسولہ الاعلیٰ اپنی چمک بکھیر رہا ہے۔ اللہ اس کو تادیر تابندہ رکھے۔

اب توجہ جامعہ کی طرف تھی۔ رسمِ اجرا کے بعد اساتذہ کی موجودگی میں طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے میں نے انھیں وہی خواب دکھائے جو میں خود دیکھتا تھا اور اللہ کا کرم کہ کچھ عرصے بعد ہی کچھ باذوق طلبہ سامنے آئے اور اس طرح یہ سفر شروع ہوا۔ ان طلبہ میں عزیزم مولانا صابر القادری نعیمی، مولانا محمد ارشد خان نعیمی، مولانا محمد انور، مولانا محمد عبّاس رضوی اور مولانا معروف رضا مصباح وغیرہ نمایاں ہیں۔ اور اب یہ سلسلہ آہستہ ہی سہی لیکن چل نکلا ہے۔ اور الحمدللہ اسی سفر میں ایک اہم پڑاؤ ہم نے اس وقت پار کیا جب ۲۷ مئی ۲۰۱۳ء/۱۶/رجب المرجب ۱۴۳۴ھ بروز پیر کو امام الہند حضرت صدرالافاضل علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر ایک سیمینار وکانفرنس کا انعقاد ہوا۔ جس میں ملک کے کئی نامور اہلِ قلم حضرات نے شرکت فرما کر ہمارے اِرادوں کو مضبوط کیا۔ اور آج یہ سفر یہاں تک آپہنچا ہے کہ فارغین طلبہ کی جانب سے اِمسال دو کتابیں منظرِ عام پر آرہی ہیں۔ طلبہ کا یہ قدم اس اعتبار سے تاریخی ہے کہ پہلی بار یہ کام ہونے جارہا ہے۔ اللہ ربّ العزت اپنے حبیب ﷺ کے طفیل اس سلسلے کو دراز فرمائے۔

زیرِ نظر کتاب ''التحقیقات لدفع التلبیسات'' صدرالافاضل کا ایک بہترین قلمی شاہکار ہے، جس میں آپ نے وہابی عقائد کا تضاد اور مکروفریب کو اتنی خوب صورتی سے اُجاگر کیا ہے کہ ''زور کا جھٹکا دھیرے سے'' والی کہاوت صادق نظر آتی ہے۔

جب ہم نے کتاب کو منظرِ عام لانے کا ارادہ کیا تو ہمارے سامنے اس کا کوئی مطبوعہ موجود نہیں تھا۔ ہاں فتاویٰ صدرالافاضل میں یہ رسالہ ضرور شامل تھا۔ اسی سے ہم نے کمپوزنگ شروع کرادی۔ درمیان میں محبّ محترم سید منور شاہ بخاری، امریکہ سے فون پر گفتگو میں اس کتاب کا ذکر نکل آیا تو بخاری صاحب کہنے لگے کہ شاید یہ نسخہ میرے پاس ہوسکتا ہے۔ پھر انھوں نے بڑی محنت سے اپنی لائبریری سے اس رسالے کو ڈھونڈ نکالا اور اس کو اسکین کراکر جلد ہی اس ناچیز کو بذریعہ ای میل بھیج دیا۔ مزید اطمینان کے لیے انھوں نے ناچیز کو فون کرکے تصدیق کرلی۔ اللہ تعالیٰ انھیں ان کی اس علم دوستی کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔

اسی نسخے سے مطابقت کرتے ہوئے یہ رسالہ تیار کیا گیا ہے۔ مزید اس میں کچھ اضافے کے گئے، جیسے نئی پیراگرافنگ، ذیلی سرخیوں کا اضافہ، فارسی عبارت کا ترجمہ اور حسبِ ضرورت حاشیہ بھی لگادیا گیا ہے۔ اور حوالہ جات کی تخریج ازسرِ نو کی ہے۔ کیوں کہ صدر الافاضل کے عہد سے لے کر اب تک ''التصدیقات'' کئی مرتبہ چھپ چکی ہے، جس کی وجہ سے حوالوں کے صفحات بدل گئے ہیں۔ اس لیے ہم نے ان کو نئی شائع شدہ کتاب سے ملا کر حوالہ جات درج کیے ہیں۔ جس کتاب سے حوال جات کی تخریج کی ہے، اسے دارالکتاب، دیوبند نے شائع کیا ہے۔ اب سارے حوالہ اصل کے مطابق ہیں۔ یہ سب اس لیے کیا گیا تاکہ یہ رسالہ عصری تقاضوں کے مطابق ہوجائے۔ اس رسالے کی طباعت کے لیے طلبہ سے خطاب کرنے میں عزیز القدر مولانا محمد اقبال نعیمی سلمہ اور مولانا سید نجم الدین نے اہم رول ادا کیا کہ فارغین طلبہ کی جماعت میں یہی دو طالب علم ہیں جو میرے ساتھی بھی ہوتے ہیں، بھلے ہی جونیئر سہی۔

اس رسالے پر ہمارے عزت مآب اساتذۂ کرام حضرت مفتی محمد ایوب صاحب نعیمی، حضرت علامہ ہاشم صاحب نعیمی اور حضرت مفتی محمد سلیمان نعیمی برکاتی دام ظلہم نے اپنی تقریظات

مرحمت فرماکر تمامی فارغین طلبہ اور ہماری حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ جبکہ حضرت صدر الافاضل پر تعارفی تحریر میرے مشفق برادر فاضل ذیشان مفتی محمد منظم نعیمی ازہری، پرنسپل جامعہ عربیہ غریب نواز تغلق آباد دہلی نے رقم فرمائی ہے۔ میں سبھی کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں۔ اللہ کریم بطفیل رؤف ورحیم ان سبھی کو بہترین اجر عطا فرمائے۔ اگر کتاب میں کہیں کوئی غلطی پائیں تو براہ کرم مطلع فرمادیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں تصحیح کی جاسکے۔

حیاتِ صدرالافاضل کی چند جھلکیاں

محمد منظم قادری ازہری نعیمی، فاضل جامعۃ الازہر شریف، قاہرہ، مصر

مرادآباد کی سرزمین کو اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ عزت و بزرگی بخشی کہ یہاں کی خاک سے متعدد جید علما پیدا ہوئے۔ انھوں نے دو لحاظ سے دینِ مبین کی خدمت انجام دی۔ ایک تو ہندوستان میں رسول اللہ کی سنّت زندہ کی اور دوسرے غفلت میں پڑے ہوئے مسلمانوں کے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سچّا عشق پیدا کیا۔ اور اس تنِ مردہ میں حبِّ رسول کی تازہ روح پھونک دی، جس سے برصغیر میں چاروں طرف صلوٰۃ و سلام کی صدائیں گونجنے لگیں۔ وہ لوگ جو دنیائے فانی کی محبت میں خدا اور رسول کی محبت سے غافل ہو گئے تھے، ایک بار پھر دنیا سے متنفر ہو کر اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے گیت گانے لگے۔ ان ہی علمائے کرام میں سے حضرت صدرالافاضل علیہ الرحمۃ وہ قابلِ فخر شخصیت ہیں جنھوں نے اپنی زندگی دینِ اسلام کے لیے وقف کر دی تھی۔ آخر دَم تک احیائے سنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مصروف رہے۔

نام و نسب: نام سید محمد نعیم الدین۔ تاریخی نام غلام مصطفےٰ، نعیم تخلص اور لقب صدرالافاضل ہے۔ نسب نامہ یہ ہے: محمد نعیم الدین ابن محمد معین الدین ابن امین الدین ابن کریم الدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ آپ مفسّر، محدث، مناظر، فقیہ اور جید مفتی تھے۔

ولادت: آپ ۱۲؍صفر المظفر ۱۳۰۰ھ مطابق یکم جنوری ۱۸۸۲ء کو بروز پیر اس خاکدانِ گیتی پر تشریف فرما ہوئے یعنی پیدائش ہی سے آپ کو سنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل پیرا ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ اللہ ربّ العالمین کی طرف سے خصوصی فضل تھا۔ آپ کا سارا خاندان علم و فضل میں یکتائے روزگار اور شعر و سخن کی دنیا میں مشہور و معروف تھا۔

تعلیم و تربیت: علمائے ہند کے خاندان کا یہ قدیم زمانے سے دستور چلا آرہا تھا کہ بچے کو سب سے پہلے قرآنِ کریم حفظ کراتے تھے۔ چنانچہ آپ کو بھی حسبِ دستور مکتب میں قرآن کریم حفظ کرنے بٹھا دیا گیا اور یہ ہونہار طالب علم جو آگے چل کر ایک عظیم عالمِ دین کی

حیثیت سے برصغیر میں ایک روشن ستارے کی طرح چمکنے والا تھا۔ آٹھ سال کی عمر میں حفظِ قرآن کریم کی سعادت سے بہرہ مند ہو گیا۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ بعد میں قطب مرادآباد حضرت العلام شاہ فضل احمد علیہ الرحمہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا اور درسی کتب میں ملّا حسن تک کی تعلیم انھیں سے حاصل کی۔ درسِ نظامی کی تکمیل مدرسہ امدادیہ، مرادآباد سے کی۔ جس کے مہتمم قطب الاقطاب فخر الجہاندہ علامہ گل محمد نوراللہ مرقدہ تھے۔ فراغت کے بعد تقریباً ایک سال تک فتویٰ نویسی فرماتے رہے۔ اپنی اعلیٰ علمی استعداد اور قابلیت کی بنا پر مدرسہ امدادیہ میں ۱۳۲۰ھ دستارِ فضیلت حاصل کی۔ جس پر ان کے والد کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا۔ اسی خوشی میں انھوں نے آپ کی دستارِ فضیلت کی تاریخ کہی ؎

ہے میرے پسر کو طلبا پر وہ فضیلت	سیاروں میں رکھتا ہے جو مریخ فضیلت
نزہت نعیم الدین کو یہ کہہ کے سنا دے	دستارِ فضیلت کی ہے تاریخ فضیلت

۱۳۲۰ھ

بیعت: علمائے ہند کو سلسلۂ قادریہ سے ایک گونا لگاؤ اور دلچسپی ہے۔ اس لیے یہاں کے اکثر علما سلسلۂ عالیہ قادریہ سے منسلک ہیں۔ چنانچہ آپ نے بھی علمِ ظاہر کے ساتھ ساتھ علمِ باطن کی طلب محسوس کی اور حضرت مولانا گل محمد سے سلسلۂ قادریہ میں بیعت ہو کر ایک عالَم کو فیض یاب فرمایا۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے بھی خلافت عطا فرمائی۔

بارگاہِ اعلیٰ حضرت میں: اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شرف یابی کا واقعہ بھی عجیب ہے۔ آپ کے ترجمہ نگار حضرات نے یوں خامہ فرسائی فرمائی ہے۔ ایک بار جودھ پور کے ایک شخص ادریس نامی نے نظام الملک اخبار میں اعلیٰ حضرت کی مخالفت میں ایک مضمون لکھا، جس میں نہایت بے ہودہ کلام اور فحش گوئی سے کام لیا گیا تھا۔ حضرت صدرالافاضل کو یہ مضمون دیکھ کر بے حد رنج پہنچا۔ اسی وقت اس خرافات کا نہایت مدلل اور پُر مغز جواب تحریر فرما کر اسی اخبار میں شائع کرایا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو جب معلوم ہوا تو حاجی محمد اشرف شاذلی کو لکھا کہ مولانا سید نعیم الدین کو لے کر بریلی تشریف

لائیں۔اس ملاقات سے آپ پر اعلیٰ حضرت کے علمی اور عملی نور کا ایسا پَرتو پڑا کہ ہمیشہ ملاقات کو جاتے رہے اور اس علم کے دریا سے سیراب ہوتے رہے۔

فنِ مناظرہ: حضرت صدرالافاضل کو مناظرہ میں ایسا درک وکمال حاصل تھا کہ جب بھی کسی سے مناظرہ ہوا اللہ نے آپ کو اپنے فضل وکرم سے دشمن پر غالب ہی کیا۔کوئی عیسائی، آریہ رافضی، خارجی اور قادیانی آپ کے سامنے زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتا تھا۔بلکہ شکست خوردہ ہوکر ذلت سے رخصت ہوجاتا۔یا مناظرہ کے مقام تک پہنچتا ہی نہیں تھا۔اعلیٰ حضرت نے گویا ایک طرح سے آپ کو مناظروں کا انچارج بنایا تھا کہ جہاں کہیں ہندو عیسائی سر اُٹھاتے تو فوراً صدرالافاضل کو ان کی سرکوبی کے لیے روانہ فرمادیتے۔

درس و تدریس: علومِ دینیہ کی تدریس میں آپ یکتائے روزگار تھے۔حدیث شریف پڑھاتے تھے تو طلبا کے روبرو اُصولِ حدیث، اسماء رجال اور نقد وجرح پر ایسی اعلیٰ طرز پر تقریر فرماتے، یوں محسوس ہوتا کہ اپنے دَور کے ابنِ حجر اور ابنِ ہمام یہی ہیں۔معقولات کا درس ہوتا تو امام رازی اور علامہ فضلِ حق خیرآبادی کا پَرتو معلوم ہوتے۔فقہی گتھیوں کو سلجھاتے تو امام ابوحنیفہ کے تلمیذ دکھائی دیتے۔اعلیٰ حضرت کے بعد سب سے زیادہ استفتا آپ کے پاس آتے، جن کے شافی جوابات بھجوائے جاتے۔جسمانی اور روحانی مریض حاضر ہوتے اور خوش خوش واپس لوٹتے۔علمِ ہیئات میں کامل دسترس رکھتے تھے۔آپ کے تیار کرائے ہوئے فلکی کرّے دیکھ کر ماہرین ریاضی آپ کی جلالتِ علمی کو ماننے پر مجبور ہوجاتے۔

تفسیرِ قرآن: آپ کی تفسیر نکات بدیعہ سے مزین ہے۔انداز دلچسپ اور عمدہ زبان نہایت سہل اور عام فہم۔اسی لیے آپ کی تفسیر کو ہر کہہ ومہہ نہایت ذوق وشوق سے پڑھتا ہے۔خاص الفاظ میں وہ ادب ومحبت ہے کہ پڑھنے سے دل میں ایک عجیب سا شوق اور دیدار کی تڑپ پیدا ہوتی ہے۔اعلیٰ حضرت کے ترجمۂ قرآن پر آپ کا لکھا ہوا تفسیری حاشیہ اس کا بین ثبوت ہے۔نہایت مختصر ہونے کے باوجود نہایت جامع اور سہل ہے۔جس کو ''خزائن العرفان'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔

جامعہ نعیمیہ: آپ کے ذریں کارناموں سے ایک عظیم کارنامہ جامعہ نعیمیہ ہے۔۱۳۲۸ھ میں آپ نے مرادآباد میں مدرسہ انجمن اہلِ سنّت وجماعت کی بنیاد رکھی، جس میں معقول ومنقول کی تعلیم کا اعلیٰ پیمانے پر انتظام کیا گیا ہے۔۱۳۵۲ھ میں حضرت صدرالافاضل کی نسبت سے اس کا نام جامعہ نعیمیہ رکھا گیا۔حضرت صدرالافاضل اس مدرسہ میں حدیث شریف کے علاوہ دیگر درسی کتب کا بھی دَرس دیتے تھے۔جلد ہی یہ مدرسہ پورے برصغیر میں عظیم الشان یونی ورسٹی کی حیثیت اختیار کرگیا۔جہاں سے ہندوستان کے علاوہ غیر ممالک کے اہلِ علم بھی فیض یاب ہوئے۔آج ہندوپاک کے اکثر مدارس وہ ہیں جہاں بالواسطہ یا بلاواسطہ آپ کے فیض یافتہ حضرات گراں قدر دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

آپ کے مشہور تلامذہ: تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی، مفتی احمد یار خان نعیمی، علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری، حافظ ملت مولانا عبدالعزیز مرادآبادی، مجاہدِ ملت حبیب الرحمن اڑیسوی، صدرالعلماء غلام جیلانی میرٹھی، مفتی محمد حسین سنبھلی، علامہ پیر کرم شاہ الازہری، مفتی امین الدین، مفتی غلام معین الدین مفتی حبیب اللہ نعیمی، مفتی غلام فخرالدین گانگوی۔

تصانیف: حضرت صدرالافاضل نے بے پناہ مصروفیات کے باوجود تصنیف وتالیف کا بڑا ذخیرہ یادگار چھوڑا۔آپ کی مقبولِ عام تصانیف کے اسمایہ ہیں: (۱) تفسیر خزائن العرفان (۲) اطیب البیان (۳) الکلمۃ العلیاء (۴) سیرتِ صحابہ (۵) سوانح کربلا (۶) کتاب العقائد (۷) التحقیقات وغیرہم۔۔۔

وفاتِ حسرت آیات: حضرت صدرالافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی کا انتقال پُرملال ۱۸/ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۳/اکتوبر ۱۹۴۸ء کو رات بارہ بجے ہوا۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون۔** جامعہ نعیمیہ مرادآباد کی مسجد کے بائیں گوشے میں دفن کیے گئے۔

ناچیز نے چند سطور بحکم میرے عزیز وکرم فرما مولانا غلام مصطفٰے نعیمی ایڈیٹر سوادِ اعظم دہلی جو شب وروز افکارِ صدرالافاضل کو عام سے عام کرنے میں ہمہ تن مصروفِ عمل ہیں، عجلت میں سپردِ قرطاس کی ہیں۔

یکم شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ/۱۱/جون ۲۰۱۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمدللہ ربّ العالمین
والصلاۃ والسلام علیٰ سید المرسلین رحمۃ للعالمین خاتم النبیین
محمد رسول اللہ الامین وعلیٰ واصحابہ اجمعین۔

استفتاء

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت بابرکت حضرت حامیِ سنّت ماحیِ بدعت جناب فخر الاماثل صدر الافاضل استاد العلماء رئیس الفقہاء اکرم المفسرین امام المناظرین سیدنا ومولانا مولوی حافظ قاری مفتی حکیم شاہ سید محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مداللہ ظلالہٗ وافضالہٗ دوام برکاتہٗ وفیوضاتہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے ملتِ اہلِ سنّت وجماعت اِن اُمورِ ذیل میں کہ:

(۱) مخالفین اور وہابیہ دیوبندیہ نے جو یہ شورش اُٹھائی ہے کہ اعلیٰ حضرت حکیم اُمت مجددِ مائۃ حاضرہ مؤیدِ ملتِ طاہرہ وشیخ الاسلام والمسلمین سیدنا مولانا شاہ مفتی محمد احمد رضا خاں صاحب محدثِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کثرت سے علمائے اُمت کو کافر کہتے ہیں۔ اس لیے اعلیٰ حضرت کو ’’تکفیر المسلمین‘‘ کے لقب سے یاد کرتے ہیں تو آیا یہ کہنا اُن کا حق ہے یا باطل، ہدایت ہے یا ضلالت۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ جن علما کو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز نے کافر کہا یا کفر کا فتویٰ دیا ہے تو کن وجہ سے؟ آیا ازروے دلائل شرع شریف یا یوں ہی بلا دلائل کافر کہنا استعمال کیا ہے؟ ہر شخص جانتا ہے کہ بلا ثبوت شرعی کسی مسلمان کو کافر کہنا گناہِ عظیم بلکہ حقیقتاً بحکم حدیث شریف خود کافر بننا ہے، تو مخالفین کا یہ کہنا کہ اعلیٰ حضرت کا جو شخص ہم خیال وہم عقائد نہ ہوا اُس کو مسلمان ہی نہیں جانتے تو آیا یہ صحیح ہے یا غلط؟

(۲) دیوبندی علما کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے کتاب ’’حسام الحرمین‘‘ میں بہت سی عبارتیں کاٹ چھانٹ کر نقل کر کے علمائے حرمین شریفین سے کفر کا فتویٰ لکھوالیا ہے۔ چنانچہ ایک کتاب ’’التصدیقات لدفع التلبیسات‘‘ معروف بہ مہند جس کو مولوی خلیل احمد صاحب

انبیٹھوی نے مرتب کر کے شائع کی ہے، جس پر علمائے حرمین شریفین اور ہند کے علما کی مہریں اور تصدیقیں موجود ہیں، جس سے سَند لاتے ہیں کہ علمائے دیوبند کے عقائد پر علمائے حرمین شریفین تصدیق فرمارہے ہیں لہٰذا استفسار ہے کہ کتاب ’’حسام الحرمین‘‘ حق ہے یا کتاب ’’التصدیقات‘‘۔ ہمارے سنّی علمائے کرام کا عمل کس پر ہے اور دیوبندی عقائد والوں کو تو بڑا ناز ہے کہ ہم لوگ حق پر ہیں اور بریلوی عقائد والے مفتری اور کاذب کہ ان کے یہاں کفر کا کارخانہ ہے۔ جس کو چاہتے ہیں مسلمان کہتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں کفر کا فتویٰ دے کر دوزخ میں ڈال دیتے ہیں تو آیا یہ صحیح ہے یا غلط؟

(۳) مسلمان کلمہ گو اگرچہ نماز روزہ حج وغیرہ بجالاتا ہو مگر خدا اور رسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جناب میں گستاخی یا ادنیٰ سی توہین کرنے والا ہو تو آیا ایسا شخص مسلمان باقی رہتا ہے یا نہیں۔ مفصلاً جواب نمبروار بحوالہ کتاب عام فہم صورت میں عنایت فرمائیے اور عربی عبارت آیت وحدیث جہاں پر آوے مع ترجمہ بزبانِ اردو تحریر فرمایا جاوے تا کہ بخوبی سمجھ میں آجاوے۔ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔

المستفتی
محمد عبد الحمید سُنّی حنفی خادم مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ، موضع نگپور شریف، ڈاکخانہ جلال پور، ضلع فیض آباد

الجواب بعون الملک الوہاب

بسم اللہ الرحمن الرحمن۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

(۱) وہابیہ کا یہ اتہام کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے علمائے اسلام کو کافر کہا۔ کذب محض و افترا خالص ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ان مفسدین کو کافر فرمایا جو ضروریاتِ دین کے منکر ہوئے۔ ایسوں کو قرآن وحدیث اور تمام اُمت کافر کہتی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے کفر کا حکم اپنی طرف سے نہ دیا۔ نصوص نقل فرمائیں جن کا آج تک کسی وہابی نے جواب نہ دیا اور نہ کبھی کوئی جواب دے سکتا ہے۔ ان اُمور کا کفر ہونا اور ان کے قائل کا کافر ہونا خود وہابیہ کو بھی تسلیم ہے۔ مولوی اشرف علی صاحب بسط البنان میں لکھتے ہیں: جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد

صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے مَیں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوصِ قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرورِ عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ رہی یہ بات کہ جو اعلیٰ حضرت کا ہم عقیدہ نہ ہو اُس کو وہ کافر جانتے ہیں، یہ درست ہے اور ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے کہ ایمانیات اور ضروریاتِ دین میں جو اُس کا ہم عقیدہ نہ ہو وہ کافر ہے۔ مثلاً جو شخص توحید میں ہمارا ہم عقیدہ نہ ہو وہ کافر۔ جو توحید مانے رسالت میں ہم اعتقاد نہ ہو وہ کافر۔ توحید و رسالت دونوں کو تسلیم کرے قرآن کا منکر، ہو تو کافر غرض کسی ایک امر ضروری دینی کا انکار کرے کافر ہے۔ مسلمان وہی ہے جو تمام ضروریاتِ دین میں ہمارا ہم عقیدہ ہو۔ حدیث جبرئیل ہے: **قال ان تومن باللّٰہ وملئکتہ و کتبہ ورسولہ والیوم الاخر و تومن بالقدر خیرہ وشرہ** یعنی ایمان یہ ہے کہ تُو اللہ اور اُس کے ملائکہ اور اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں اور روزِ آخرت کو مانے اور اُس کی تقدیر خیر و شر پر ایمان لائے، تو ان اُمور میں ہمارا ہم عقیدہ ہے مومن ہے اور جو ان میں سے ایک میں بھی ہم عقیدہ نہیں اُس کو حقیقتِ ایمان ہی حاصل نہیں، مومن نہیں کافر ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) یہ بات قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے کہ حسام الحرمین میں وہابیہ کی عبارات میں قطع و برید کر کے کفری معنی پیدا کیے گئے ہوں۔ ساری عبارتیں بلفظہٖ نقل کی گئی ہیں اور انھیں پر فتویٰ لیا گیا ہے۔ انہیں کو علمائے حرمین طیبین نے کفر فرمایا ہے۔ البتہ ایک مضمون کی چند عبارتیں ایک کتاب میں تھی تو ان کو اختصار کے لیے یکجا کر کے لکھ دیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک عبارت وہ کفری معنی رکھتی ہے۔ مجموعہ کے ملانے سے کوئی جدید معنی پیدا نہیں کیے گئے۔ یہ محض افترا ہے اور ہر شخص حسام الحرمین کے منقول کو اصل کتابوں سے ملا کر اطمینان کر سکتا ہے۔ البتہ وہابیہ کی کتاب ''التلبیسات[1] لدفع التصدیقات'' یقیناً اسم بہ مسمیٰ ہے۔ اس میں تلبیس کی گئی ہے۔ اور چالاکیوں سے کام لیا گیا ہے۔ علمائے مکہ مکرّمہ کو طرح طرح کے دھوکے دیئے ہیں۔ اپنا مذہب کچھ کا کچھ بتایا ہے۔ عقیدے برخلاف اپنی تصنیفات کے ظاہر

[1] یہاں حضرت صدر الافاضل نے لطیف طنز کیا ہے کہ کتاب کا نام رکھا ''تصدیقات'' اور بھری ہوئی ہے ''تلبیسات''، گویا تصدیقات کو دفع کرنا اور عوام الناس کو دھوکے میں ڈالنا ہے۔ نعیمی

کیے ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند فریب کاریاں اس کی نقل کی جاتی ہیں۔

وہابیوں کی فریب کاریاں:

۱۔ وہابی ہندوستان میں کس کو کہا جاتا ہے۔ اس کی تفصیل میں لکھا ہے: ''بلکہ جو سود کی حرمت ظاہر کرے، وہ بھی وہابی ہے گو کتنا ہی بڑا مسلمان کیوں نہ ہو۔'' (التلبیسات، صفحہ ۸) دیکھیے کتنا بڑا دھوکہ ہے۔ ہندوستان میں سود کے حرام کہنے والے کو کون وہابی کہتا ہے۔ سود کو تمام علمائے اہلِ سنّت حرام فرماتے ہیں۔ وہابی کے یہ معنی بتانا کتنا بڑا خدع و مکر ہے۔

۲۔ روضۂ طاہرہ کی زیارت کے متعلق لکھا ہے کہ ''اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سببِ حصولِ درجات ہے۔ بلکہ واجب کے قریب ہے۔ گو شدِ رحال اور بذلِ جان و مال سے نصیب ہو۔'' (التلبیسات، صفحہ ۹) پر زیارت شریف کی نیت سے سفر کو منع کرنا وہابیہ کا قول بتایا۔ دیکھیے کیسے خالص سُنّی بن رہے ہیں۔ گویا وہابی ان کے سوا کوئی اور ہے۔ اب ذرا ''تقویۃ الایمان'' دیکھیے کہ وہاں سلسلۂ شرکیات میں لکھا ہے: ''اس کے گھر کی طرف اور دور، دور سے قصد کر کے سفر کرنا'' (تقویۃ الایمان، صفحہ ۱۱) دوسری جگہ لکھا ہے: ''اور کسی کی قبر پر یا چلّہ پر یا کسی کے تھان پر جانا، دور سے قصد کرنا۔'' (تقویۃ الایمان، صفحہ ۴۵، مطبوعہ مرکنٹائل پریس، دہلی) اس میں صاف بتایا ہے کہ کسی کے گھر یا کسی کی قبر کی طرف قصد کر کے سفر کرنا شرک ہے۔'' اور یہ تقویۃ الایمان کے مصنف اسمٰعیل کی تعریف اسی ''التلبیسات'' کے صفحہ ۳ پر مرقوم ہے۔ جب وہ ان کا پیشوا ہے اس کی کتاب پر ساری جماعت کا ایمان، اور اس میں بقصدِ زیارت سفر کو شرک کہا۔ اسی سفر کو التلبیسات میں قربت اور واجب کہنا اور اس کے لیے جان و مال کا خرچ روا رکھنے کا اظہار کتنا بڑا اکید اور کیسا کھلا ہوا فریب ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہابیہ کے دین میں تقیّہ بھی درست ہے کہ اپنے مذہب کو چھپا کر کچھ اور ظاہر کرے۔

۳۔ ''تقویۃ الایمان'' میں حضور سیدِ عالم ﷺ کی طرف نسبت کر کے لکھا ہے کہ ''میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔'' اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہابی حضور ﷺ کو مردہ جانتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ مگر التلبیسات میں ظاہر کیا کہ حضرت ﷺ اپنی قبر

مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے۔ بلا مکلّف ہونے کے۔ اور یہ حیاتِ مخصوص ہے۔ آنحضرت اور تمام انبیا علیہم السلام اور شہدا کے ساتھ یہ حیاتِ برزخی نہیں ہے۔'' (التلبیسات، صفحہ ۱۲) دیکھیے کیسا کھرا سنّی بن رہا ہے۔

۴۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۷۴ میں ہے ''جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔'' اسی کتاب کے صفحہ ۳۳ میں اولیا کی نسبت لکھا: ''کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے، نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں'' اور التلبیسات میں اولیاء کرام کی نسبت اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا ہے ''اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض پہنچنا سو بے شک صحیح ہے۔'' (التلبیسات، صفحہ ۶)

۵۔ التلبیسات صفحہ ۶ میں محمد ابن عبد الوہاب نجدی اور اس کے تابعین کو خارجی بتایا ہے اور ان کا یہ عقیدہ بیان کیا ہے کہ وہ اپنے فرقے کے سوا تمام عالم کے مسلمانوں کو مشرک جانتے ہیں اور اہلِ سنّت و علمائے اہلِ سنت کا قتل ان کے نزدیک مباح ہے۔ مگر فتاویٰ رشیدیہ میں اچھا بتایا ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ، جلد اوّل صفحہ ۸ میں ہے: ''محمد ابن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔'' جلد ۱، صفحہ ۹۶ میں لکھا ہے: ''محمد ابن عبد الوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں۔ وہ اچھا آدمی تھا۔ سنا ہے کہ مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا۔ بدعت و شرک سے روکتا تھا۔''

عقیدہ تو یہ ہے مگر التلبیسات میں سنّی بننے کے لیے ظاہر کیا کہ ''ہم اس کو خارجی جانتے ہیں۔'' کیا مکّاری ہے؟

۶۔ ختم نبوت کے متعلق التلبیسات میں سنّی بننے کے لیے اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا کہ ''آپ کے بعد کوئی نبی نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ لیکن محمد اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ اور یہی ثابت ہے بکثرت حدیثوں سے جو معناً حدِ تواتر تک پہنچ گئیں اور نیز اجماعِ اُمّت سے۔ سو حاشا کہ ہم میں سے کوئی خلاف کہے جو اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے اسی لیے کہ منکر ہے نصِ قطعی کا۔'' (التلبیسات، صفحہ ۱۹)

یہاں تو صاف اعلان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آخر الانبیاء ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ آیت اور احادیث متواترۃ المعنی اور اجماع سے ثابت بتایا اور نصِ قرآنی کو اس

معنی میں صریح و قطعی اور اپنے آپ کو خالص سنّی ظاہر کیا۔'' اور تحذیر الناس دیکھیے تو اس میں صفحہ ۲ پر لکھا ہے ''عوام کے خیال میں تو رسول کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدّم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقامِ مدح میں **ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے؟

۷۔ التلبیسات میں تو اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا البتہ جہت و مکان کا اللہ تعالےٰ کے لیے ہم جائز نہیں سمجھتے اور یوں کہتے ہیں کہ وہ جہت و مکانیت اور جملہ علامات حدوث سے منزّہ و عالی ہے۔'' (التلبیسات، صفحہ ۸) مگر واقع میں وہابیہ کا عقیدہ اس کے خلاف ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے جہت و مکان سے منزّہ جاننے کے عقیدہ کو بدعت کہتے ہیں۔ چنانچہ امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے ''ایضاح الحق''، صفحہ ۳۵، ۳۶ میں لکھا ہے: ''تنزیہ او تعالیٰ از زمان و مکان و جہت و ماہیت ترکیب عقلی و مبحث عینیت و زیادت صفات و تاویل متشابہات و اثبات رویئت، بلا جہت و محاذات و اثبات جوہر فرد و ابطال ہیولی و صورت و نفوس و عقول یا بالعکس و کلام در مسئلہ تقدیر و کلام و قول و بصدور و عالم و امثال آں از مباحث فنِ کلام و الٰہیات و فلسفہ ہمہ از قبیل بدعاتِ حقیقیہ است اگر صاحبِ آں اعتقادات مذکورہ را از جنسِ عقائد دینیہ می شمارد۔''

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان، جہت و ماہیت اور ترکیب عقلی سے پاک جاننا، اس کی صفات کی عینیت و زیادت کی بحث، متشابہات کی تاویل بلا جہت و محاذ اللہ کے دیدار کا اثبات اور جوہر فرد کا اثبات اور ہیولیٰ و صورت اور نفوس و عقول کا ابطال یا ان (چاروں) کے بالعکس، مسئلہ تقدیر میں کلام اور کلام کرنا صدور عالم کے قول میں اور اسی کے مثل فنِ کلام و الٰہیات اور فلاسفہ کی بحثیں سب کی سب بدعاتِ حقیقیہ ہیں۔ اگر ان کا اعتقاد رکھنے والا مذکورہ باتوں کو عقائدِ دینیہ کی جنس میں شمار کرتا ہے۔ یہ عیّاری ہے کہ عقیدہ کچھ ہے اور ظاہر کرتے ہیں اس کے خلاف۔

۸۔ التلبیسات، صفحہ ۲۱ میں لکھا ہے کہ جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ

ہے کہ وہ دائرۂ ایمان سے خارج ہے۔'' یہاں تو یہ ظاہر کیا اور پردہ اُٹھا کر دیکھیے تو حقیقت یہ ہے کہ جس عقیدے پر دائرۂ ایمان سے خارج ہونے کا حکم دیا ہے وہ عقیدہ خود ان کا اپنا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکنٹائل پریس دہلی، صفحہ ۶۸ میں لکھا ہے: ''انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بھائی، سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے۔'' دوسری کتاب ''براہینِ قاطعہ'' جس کے مصنف بظاہر یہی مولوی خلیل احمد ہیں، جنہوں نے التلبیسات میں مذکورہ بالا عبارت لکھی۔ وہ براہینِ قاطعہ صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں: ''اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلافِ نص کہہ دیا۔ وہ خود نص کے موافق ہی کہتا ہے۔'' اس مکّاری کی کیا انتہا ہے، جو عقیدہ بار بار لکھ کر چھاپ چکے التلبیسات میں اس کا صریح انکار کر دیا۔

۹۔ التلبیسات، صفحہ ۲۲ میں ہے: ''ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ وہ علوم عطا ہوئے ہیں جن کو ذات وصفات اور تشریعات یعنی احکامِ عملیہ وحکمِ نظریہ اور حقیقت ہائے حقہ واسرارِ مخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ مقرّب فرشتہ اور نہ نبی رسول۔ اور بے شک آپ کو اوّلین وآخرین کا علم عطا ہوا۔ اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضلِ عظیم ہے۔''

اس عبارت کو ملاحظہ کیجیے۔ کیا مسلمان بنے ہوئے ہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے علم کی وسعت اور حضور کا تمام خلق سے اَعلم ہونا بیان کر رہے ہیں۔ اور عقیدہ دیکھیے تو نہایت ناپاک کہ معاذ اللہ حضور کو اپنے خاتمہ اور انجام کا بھی علم نہیں اور دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔'' (تفویۃ الایمان، مطبوعہ مرکنٹائل پریس، دہلی ۳۱) میں لکھا ہے: ''جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں۔ نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال، نہ دوسرے کا۔'' اور براہینِ قاطعہ صفحہ ۴۶ میں لکھا ہے: ''اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔'' حقیقۃً عقیدہ تو یہ ہے اور دھوکہ دینے کے لیے التلبیسات میں ظاہر وہ ہے۔

۱۰۔ التلبیسات، صفحہ ۲۳ میں لکھا ہے: ''اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں نبی کریم علیہ السلام سے اَعلم ہے، وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔'' یہاں تو یہ لکھا اور براہینِ قاطعہ میں خود ہی شیطانِ لعین کے لیے وسعتِ علم کو ثابت کیا ہے اور حضور کے حق میں اس کے ثبوت کا انکار کیا۔ یہاں جس چیز کو کفر بتایا اس کے قائل خود جناب ہی ہیں۔ براہینِ قاطعہ صفحہ ۷ ۴ میں لکھتے ہیں: ''شیطان وملَک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخرِ عالم کی وسعت کی کونسی نصِ قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رَد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔'' دیکھیے عقیدہ تو یہ ہے اور التلبیسات میں اس کا صاف انکار ہے۔ اور ایسا عقیدہ رکھنے والے کو کافر بتایا ہے۔ کیا عیّاری ہے۔

۱۱۔ التلبیسات، صفحہ ۶ میں ''جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید وبکر بہائم ومجانین کے علم کے برابر سمجھے۔ یا کہے وہ قطعاً کافر ہے۔''

علمائے حرمین کے سامنے تو اپنا عقیدہ یہ ظاہر کیا۔ اب یہ دیکھیے کہ ایسا سمجھنے اور کہنے والا کون جس کو کافر کہہ رہے ہیں، وہ فعل کس کا ہے۔ ملاحظہ کیجیے ''حفظ الایمان'' مطبوعہ مجتبائی مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی، صفحہ ۷، ۸ میں ہے: ''پھر یہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کِیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب اَمر یہ ہے کہ مراد اس سے بعض غیب ہے یا کُل غیب۔ اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو زید وبکر بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کو بھی حاصل ہے۔'' دیکھیے وہ کفری قول جس کے قائل کو التلبیسات میں کافر کہہ رہے ہیں، خود ان کے پیشوا مولوی اشرف علی کا ہے۔

اس کے علاوہ دوسری عیّاری یہ ہے کہ التلبیسات میں اشرف علی کی عبارت پیش کی تو اس میں قطع وبرید کر لی کہ حفظ الایمان میں تو ''علمِ غیب کا حکم کیا جانا'' لکھا ہے اور التلبیسات میں علمِ غیب کا اطلاق لکھا ہے۔ کہاں حکم کرنا کہاں محض اطلاق اپنی عبارت میں تحریف کر ڈالی۔ اگر ان کے نزدیک حفظ الایمان والی عبارت صریح کفر نہ تھی تو التلبیسات میں اس کو کیوں بدلا؟ کیوں دوسرے لفظوں سے بیان کیا؟ اصل لفظ کو کیوں بچایا؟ قول کچھ تھا علمائے

عرب کو کچھ دکھایا۔

۱۲۔مجلسِ میلاد شریف کی نسبت اپنا یہ خیال ظاہر کیا دیکھو التلبیسات، صفحہ ۲۷ ''حاشا ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی ولادتِ شریفہ کا آپ کی جوتیوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعتِ سیئہ کہے۔ وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ ﷺ سے ذرا بھی علاقہ ہے، ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ ہے اور اعلیٰ درجے کا مستحب ہے خواہ ذکرِ ولادت شریفہ ہو یا آپ کے بول و بزار اور نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو۔''

دیکھیے یہاں مولود شریف کو اعلیٰ درجے کا مستحب بتایا جاتا ہے اور اس کو بدعتِ سیئہ کہنے سے حاشا کہہ کر انکار کیا جاتا ہے۔ یہ بڑا فریب ہے کیوں کہ اس میں وہ اس کے منکر ہیں۔ دیکھیے ذیل کے حوالے۔

میلادالنبی کے خلاف وہابیہ کے فتاویٰ:

فتاویٰ رشیدیہ، جلد اوّل، صفحہ ۵۰:

سوال: مولود شریف اور عرس کہ جس میں کوئی بات خلافِ شرع نہ ہو جیسے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا کرتے تھے، آپ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟ اور شاہ صاحب واقعی مولود شریف اور عرس کرتے تھے یا نہیں؟''

جواب: عقد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اس میں بھی موجود ہے، لہٰذا اس زمانہ میں درست نہیں۔''

اسی فتاویٰ رشیدیہ، جلد دوم، صفحہ ۱۴۵ میں ہے: ''مسئلہ: محفلِ میلاد میں جس میں روایاتِ صحیحہ پڑھی جائیں اور لاف و گزاف اور روایاتِ موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں، شریک ہونا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے۔''

اسی فتاویٰ رشیدیہ کے جلد ۳، صفحہ ۱۴۲ میں ہے: ''کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں۔''

انصاف کیجیے کہ حقیقت میں مذہب تو یہ ہے کہ کوئی مولود شریف کسی طرح درست نہیں اور التلبیسات میں ظاہر اس کے خلاف کیا۔ یہ ہیں کیادیاں، یہ مکّاریاں۔ استغفر اللہ۔ ان دیوبندیوں، وہابیوں کی تمام کتابیں ایسی مکّاریوں سے لبریز ہیں۔ چند بطور نمونہ یہاں لکھی گئیں۔

علمائے حرمین کی تصدیقات میں وہابیہ کے دھوکے:

اب دوسرا اندازِ فریب ملاحظہ کیجیے۔ خود سوالات لکھے، خود ان کے جوابات دیئے۔ اپنے ہی گھر کے لوگوں سے تصدیقیں کرائیں۔ جوابوں میں وہ فریب کاریاں کیں جو اوپر بیان ہوئیں۔ اب اس مجموعۂ فریب کو حرمین شریفین لے کر پہنچے تاکہ وہاں کے علما کو دھوکہ دیں اور ان سے کسی طرح تصدیق کرائیں تو کہنے کو ہو جائے کہ حسام الحرمین میں علمائے حرمین شریفین نے جن بدلگاموں پر کفر کا حکم دیا تھا، انہوں نے ہی ان کا اسلام تسلیم کر لیا۔ مگر اللہ تعالیٰ علمائے ربّانی کا محافظ ہے۔ مکّاروں کا کید نہ چلا اور حرمین طیبین کے علمائے اعلام کی تصدیقیں حاصل نہ ہوئیں۔ اگرچہ بعید نہ تھا کہ وہ حضرات ان پُرفریب جوابوں سے دھوکہ کھاتے جن میں فریب کاروں نے اپنے آپ کو پکّا سُنّی ظاہر کیا تھا۔ مگر الحمدللہ حرمین طیبین کے علمائے کرام ان کے فریب میں نہ آئے۔

علمائے حرمین کی تصدیق کا حال: علمائے حرمین طیبین کی تصدیقات کا حال تو حسام الحرمین میں دیکھیے اور التلبیسات کی جعلی کارروائی محض فریب کاری ہے۔ عنوان میں تو لکھا ہے کہ ھٰذا خلاصۃ تصدیقات العلماء بمکۃ المکرمۃ اور اس کے ذیل میں صرف مولانا محمد سعید بابصیل کی ایک تحریر ہے۔ اس تحریر میں کہیں ذکر نہیں ہے کہ براہینِ قاطعہ و حفظ الایمان اور تحذیر الناس و فتاویٰ گنگوہی پر جو حکم حسام الحرمین میں دیا، وہ غلط ہے۔ نہ یہ تحریر ہے کہ ان کتابوں کی کوئی عبارت کفری نہیں۔ تصدیق کس بات کی ہے اور اس تحریر سے دیوبندیوں کو فائدہ کیا پہنچتا ہے؟ التلبیسات میں جو انہوں نے اپنے آپ کو جو سُنّی ظاہر کیا اور محمد ابن عبدالوہاب نجدی کو وہابی خارجی بتایا، مولود شریف کو جائز کہا۔ اس کی مولانا نے تصدیق فرمادی۔ یہ تو سُنّیت کی تائید ہوئی۔ وہابیہ کی حیاداری ہے کہ وہ اس تحریر کو اپنی تائید میں پیش کریں۔

علاوہ بریں جو تحریر انہوں نے لکھی تھیں بعینہٖ درج کرنا چاہیے تھی۔ اس کا خلاصہ کیوں کیا گیا۔ وہ کیا مضمون مخالف تھا جس کو چھپانے کے لیے ان کی تحریر میں کانٹ چھانٹ کی؟ اور اس تلبیسات میں خود اقرار ہے۔ چنانچہ صفحہ ۴۲ کے اوّل میں لکھا ہے: ''یہ علما مکّہ زادا اللہ شرفاً وتعظیماً کے علما کی تصدیقات کا خلاصہ ہے۔''

جن علما کی تحریر اپنی برأت کے ثبوت کے لیے پیش کی جاتی ہیں، ان میں قطع و برید کیوں کی گئی۔ اس سے اہلِ فہم سمجھ سکتے ہیں کہ وہ تحریر ان کے موافق نہ تھی، جو باتیں خلاف اور صریح خلاف تھیں وہ نکال دیں۔ یہ حال ان کی دیانت کا ہے۔

اس کے بعد ایک تصدیق شیخ احمد رشید کے نام سے لکھی ہے تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ یہ کوئی عرب اور علمائے مکّہ میں سے ہوں گے۔ مگر آخر میں جہاں دستخط ہے وہاں ''بندہ احمد رشید خاں نواب'' لکھا ہے۔ دیکھو التلبیسات، صفحہ ۵۲۔ یہ نواب اور خاں بتا رہا ہے کہ یہ عرب نہیں ہیں۔ اسی لیے اوّل میں ان کے نام کے ساتھ نواب اور خان نہیں لکھا گیا۔[1]

تیسری تصدیق شیخ محبّ الدین کی ہے جن کو مہاجر لکھا ہے۔ لفظ مہاجر سے ظاہر ہے کہ وہ عرب علمائے مکّہ مکرّمہ میں سے نہیں ہیں۔ ان کی تحریر کو علمائے مکّہ کی تحریر قرار دینا، دنیا کو فریب دینا ہے۔ یہ جرأت ہے کہ ہندوستانیوں کی تحریریں علمائے مکّہ کے نام سے پیش کر کے دنیا کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔

چوتھی تحریر شیخ محمد صدیق افغانی کی ہے۔ اس کو بھی علمائے مکّہ کے سلسلے میں داخل کیا ہے۔ ہندی و افغانی علمائے مکّہ بن بیٹھے۔ اس دھوکہ دہی کی کچھ انتہا ہے؟ ایسے تو جتنے حاجی ہندوستان سے گئے تھے ان سبھوں سے نشان انگوٹھے لے کر علمائے مکّہ میں شمار کر دیتے تو

[1] لیکن وہابیہ آج بھی فریب کاری سے باز نہیں آ رہے۔ جو کتاب حضرت صدر الا فاضل کے پیش نظر تھی، اس میں شیخ احمد رشید صاحب کے نام کے ساتھ ''خان، نواب''، نہیں لکھا تھا۔ جبکہ دستخط میں یہ دونوں لفظ موجود تھے۔ مگر اس وقت جو نسخہ ہمارے سامنے ہے جسے مکتبہ دار الکتاب دیوبند نے شائع کیا ہے۔ اس میں شیخ احمد رشید صاحب کے نام کے ساتھ خان اور نواب لکھا ہے۔ جبکہ دستخط کی جگہ صرف ''مہر''، لکھا ہے۔ مضمون اس کا بھی غائب ہے۔ صحیح فرمایا شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے: بے حیا باش ہر چہ خواہی کن۔ نعیمی

کوئی کیا کرتا۔

ایک اور بڑا مکر: اسی سلسلے میں پانچویں اور چھٹی تحریر شیخ محمد عابد صاحب مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی شیخ علی بن حسین مدرّس حرم شریف کی بھی درج ہیں۔ یہ حضرات بے شک علمائے مکّہ میں سے ہیں، مگر ان کے نام سے جو تحریریں التلبیسات میں درج ہیں، وہ جعلی ہیں۔ چنانچہ خود التلبیسات، صفحہ ۴۴ میں لکھا ہے کہ ''جناب مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی صاحب نے بعد اس کے کہ تصدیق کر دی تھی مگر مخالفین کی سعی کی وجہ سے اپنی تقریظ کو بحیلہ تقویت کلمات لے لیا اور پھر واپس نہ کیا۔ اتفاق سے ان کی نقل کر لی گئی تھی، سو ہدیہ ناظرین ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ ان حضرات کی تحریریں وہابیہ کے پاس موجود نہیں، پھر ان کے نام سے تحریر چھاپنا کس قدر بے باکی و مخادعت ہے۔ فرض کرو یہ سچّے سہی۔ اگر ان صاحبوں نے اپنی تحریر واپس لے لی اور پھر نہ دی تو وہ تحریر ان کو مقبول نہ ہوئی۔ اس کو آپ کے سر تھوپنا کتنا بڑا مکر ہے اور اگر مخالفین کی رعایت کی وجہ سے انہوں نے امرِ حق کو چھپایا تو وہ اس قابل ہی کب رہے کہ ان کی تحریر لائقِ اعتبار ہو۔ غرض کسی طرح سے ان کی تحریر چھاپنا اور ان کی طرف نسبت کرنا درست نہیں۔''

التلبیسات میں علمائے مکّہ کے نام سے صرف اتنی ہی تحریریں درج ہیں، ان میں قطع و برید بھی ہے۔ ہندیوں اور افغانیوں کو مکّی بھی بنایا گیا۔ جعلی تحریریں بھی ہیں۔ ایک بھی تحریر قابلِ اعتماد نہیں۔ کُل کا کُل کارخانہ دھوکے اور فریب کا ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ تمام علمائے مکّہ مکرمہ ان کے کفر پر متفق تھے اور کسی طرح ان کی فریب کاری نہ چل سکی۔ اس لیے انہوں نے جعلی تحریریں بنائیں اور ہندوستانیوں اور افغانیوں کو علمائے مکّہ مکرّمہ ظاہر کر کے ان سے کچھ لکھوالیا۔ ایسا نہ کرتے تو تائید باطل کے لیے اور کر ہی کیا سکتے تھے۔

علمائے مدینہ کی تصدیقات کا حال: علمائے مدینہ کے نام سے التلبیسات میں عجب چال چلی ہے۔ مولانا سید احمد صاحب برزنجی کے کسی رسالہ کے چند مقامات کی تھوڑی تھوڑی عبارتیں نقل کر کے اس پر جن چوبیس پچیس صاحبوں کے دستخط تھے،

سب نقل کر دیئے۔ وہ دستخط التلبیسات پر نہ تھے۔ برزنجی صاحب کے رسالے پر تھے مگر التلبیسات میں سب نقل کر دیئے تا کہ عوام دھوکہ کھائیں کہ مدینہ طیبہ کے اس قدر علما اس سے متفق ہیں۔ چنانچہ التلبیسات کے صفحہ ۴۵ میں اس کا اقرار بھی کیا ہے۔

برزنجی صاحب کا پورا رسالہ بھی نقل نہ کیا، جس کو لوگ دیکھتے کہ وہ کیا فرماتے ہیں۔ تین مقامات کی کچھ عبارتیں لکھ ڈالیں۔ یہ کہاں کی دیانت ہے؟ اہلِ عقل سمجھ سکتے ہیں کہ اس رسالے کو بالکل نظر انداز کر دینا ضرور کسی مطلب سے ہے۔ چونکہ اگر وہ موافق ہوتا تو اس کا حرف حرف لکھا جاتا۔

مولانا شیخ احمد بن محمد خیر شنقیطی کی تحریر: علمائے مدینہ کی تحریرات کے سلسلے میں سب سے آخر مولانا شیخ احمد بن محمد خیر شنقیطی کی تحریر ہے۔ اس تحریر میں مولانا نے یہ تو نہیں فرمایا کہ تحذیر الناس، براہینِ قاطعہ، حفظ الایمان وغیرہ کی وہ عبارات جن پر حسام الحرمین میں کفر کا حکم دیا گیا ہے، درست ہے یا کفر نہیں ہیں، یا ان کے مصنف مومن رہے کافر نہ ہوئے۔ بلکہ وہابیہ کا رد کیا ہے اور ان کی ناک کاٹ دی ہے کہ مولود شریف اور قیام وقتِ ذکرِ ولادت کو جائز و مستحب اور شرعاً محمود اور اکابر علما کا قرناً بعد قرنٍ معمول اور مسلمانوں کا شعار بتایا ہے۔ دیکھو التلبیسات صفحہ ۵۰ و ۵۱۔ اور اس سے بڑھ کر حضور کی روح مبارک کی تشریف آوری کو امرِ ممکن اور اس کے معتقد کو غیر خاطی بتایا ہے اور یہ تصریح کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور وہابی دین پر خاک ڈالنے کے لیے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ حضور باذنہٖ تعالیٰ جہان میں جیسے چاہتے، تصرّف فرماتے ہیں۔ (دیکھو التلبیسات، صفحہ ۵۱) یہ وہابیہ کا رَد اور ان کے دین کا ابطال ہے۔ اس نے تفویۃ الایمان کو جہنم رسید کر دیا۔ اس کے علاوہ التلبیسات کی نقل کی ہوئی اور تحریرات میں بھی وہابیہ کے کھلے ہوئے رَد ہیں۔ یہ ایک مختصر نقشہ التلبیسات کا پیش کیا گیا ہے۔ جس سے ہر عاقل منصف اس دجّالی کتاب کی فریب کاری پر نفرت کرے گا۔

اب بحمد اللہ تعالیٰ روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ حسام الحرمین حق و صحیح اور التلبیسات

کذب و ورود و باطل و مردود ہے۔ **والحمد للہ ربّ العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ وسید انبیائہ و رُسلہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔**

کتبہ العبد المعتصم بحبلہ المتین

محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین

۱۳۳۱ھ

فہرست فارغین طلبہ جامعہ نعیمیہ دیوان بازار مرادآباد یوپی

برائے درجۂ فضیلت۔ سال ۲۰۱۲۔ ۲۰۱۳ء

نمبر شمار	نام طالب علم	ولدیت	مکمل پتہ
1	محمد ابوالقاسم	محمد بلال حسین	موضع بڑا سوناکر، پوسٹ وتھانہ کوٹال پوکھر ضلع صاحب گنج، جھارکھنڈ
2	محمد اقبال	نثار احمد	محلہ سادن کیری منگل کٹی پلاٹ دھارواڑ ڈاکخانہ، تھانہ، ضلع دھارواڑ، کرناٹک
3	عبدالحفیظ	محمد انور حسین	موضع، ڈاکخانہ گڑیا تھانہ سنگریا تحصیل ٹبی ضلع ہنومان گڑھ، راجستھان
4	محمد توحید الرحمن	محمد ذاکر حسین	موضع کچھوا کول ڈاکخانہ نرائن پور تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج، جھارکھنڈ
5	محمد احرار رضا	محمد مظفر حسین	موضع چوچا ڈاکخانہ کانگر گوس تھانہ بائسی ضلع پورنیہ، بہار
6	محمد کلیم اشرف	محمد علی حسن	موضع ہرن توڑ ڈاکخانہ وتھانہ بائسی ضلع پورنیہ، بہار
7	محمد پرویز عالم	محمد طاہر حسین	موضع کانسور ڈاکخانہ کھیکھر ٹولہ تھانہ چکلیہ ضلع اتر دیناجپور، بنگال
8	محمد غلام سرور	محمد فضل الرحمن	موضع ہاتھی بندھا ڈاکخانہ بائسی تھانہ بائسی ضلع پورنیہ بہار
9	محمد مختار احمد	شیخ منظور احمد	موضع صالحان ڈاکخانہ سابدھن تھانہ کرندیگھی ضلع اتر دیناجپور بنگال
10	محمد ہاشم رضا	محمد عبدالرشید	موضع پچروکھی ڈاکخانہ للکی تھانہ وضلع گڈا جھارکھنڈ
11	جنید عالم	محمد حنیف	مہلک پور فتح پور ڈاکخانہ فتح پور معافی تھانہ میناٹھیر ضلع مرادآباد یوپی
12	رئیس احمد	غلام مصطفی	موضع ٹھوٹھی پاکھر ڈاکخانہ کونیہ بھیٹہ تھانہ گوالپوکھر ضلع اُتر دیناجپور بنگال
13	محمد عادل رضا	محمد جمال الدین	موضع پوکھریا ڈاکخانہ چڑیا تھانہ بائسی ضلع پورنیہ، بہار
14	محمد نیاز احمد	محمد افروز عالم	موضع خانقاہ ٹولہ محمد پور ڈاکخانہ سورجا پور تھانہ وضلع کشن گنج بہار
15	ریحان رضا	محمد فاروق	موضع چکنی ڈاکخانہ تیلتا تھانہ بلرامپور ضلع کٹیہار بہار
16	سید نجم الدین	سید قطب الدین	مکان نمبر ۳۹۰ چوتھی کراس ایم ڈی بلاک آسٹٹون ڈاکخانہ وتھانہ خاص ضلع بنگلور کرناٹک
17	محمد التمش رضا	محمد ضمیر اختر	موضع کھگڑا قدم رسول ڈاکخانہ، تھانہ وضلع کشن گنج بہار
18	عبدالمطلب	محمد سلیمان علی	موضع سریاباد ڈاکخانہ پانچ بھایہ تھانہ رائے گنج ضلع اتر دیناجپور بنگال
19	محمد صادق عالم	محمد لقمان	موضع نیا ٹولی چکلہ ڈاکخانہ بہتا سعدی پور تھانہ بائسی ضلع پورنیہ بہار
20	محمد حسن رضا	خیر الدین	موضع کملہ گاؤں ڈاکخانہ سوجالی تھانہ اسلامپور ضلع اتر دیناپور بنگال
21	محمد رضوان	محمد عثمان	موضع بڑھنپور ڈاکخانہ علی آباد تھانہ ڈلاری ضلع مرادآباد یوپی
22	محمد بشیر الدین	محمد سفیل الدین	موضع گماڈیگھی ڈاکخانہ کوچیلا گاؤں تھانہ اسلامپور ضلع اتر دیناجپور بنگال
23	محمد اعجاز رضوی	عبدالمالک	موضع وڈاکخانہ بسیٹھا تھانہ بینی پٹی ضلع مدھوبنی بہار
24	محمد حسیب الرحمن	محمد صغیر الدین	موضع بارمن ڈاکخانہ اندھیریا تھانہ کرندیگھی ضلع اتر دیناجپور بنگال
25	محمد قاسم	محمد آصف	موضع وڈاکخانہ شیش گڑھ تھانہ شیش گڑھ ضلع بریلی شریف یوپی
26	محمد شعیب عالم	محمد عابد حسین	موضع جگڈوبا ڈاکخانہ وتھانہ پوٹھیہ ضلع کشن گنج بہار
27	محمد شاہ عالم	زیر محمد	موضع تھاروٹولہ ڈاکخانہ دیبی گنج تھانہ گوالپوکھر ضلع اتر دیناجپور بنگال

28	محمد اخلاق	محمد جان	موضع محمود پور تگری ڈاکخانہ لالووالا تھانہ بھوجپور ضلع مرادآباد یوپی
29	شاہ الحمید	ایچ عبداللہ	موضع NS روڈ ڈاکخانہ بجماڑی تھانہ پھڑودری ضلع اڑپی کرناٹک
30	محمد حسنین رضا	محمد شاہجہاں	موضع پیچروکھی شریف ڈاکخانہ لوکلوکی تھانہ گڈا ضلع گڈا جھارکھنڈ
31	محمد مزمل حسین	شیخ طیب	موضع بگیلا ڈاکخانہ پتنور تھانہ کرندیگھی ضلع اتر دیناجپور بنگال
32	محمد شاہنواز عالم	خازم الدین	موضع لکھنا ہار ڈاکخانہ چوپڑا تھانہ چوپڑا ضلع اتر دیناجپور بنگال
33	حسیب القادری	رفیق احمد	موضع شیش گڑھ ڈاکخانہ خاص تھانہ خاص ضلع بریلی شریف یوپی
34	محمد تحمید رضا	محمد علیم الدین	موضع کالوگاؤں ڈاکخانہ بجرگاؤں تھانہ کرندیگھی ضلع اتر دیناجپور بنگال
35	مظفر حسین	محمد شاہ عالم	موضع کلاپاڑہ ڈاکخانہ دوارین تھانہ کرندیگھی ضلع اتر دیناجپور بنگال
36	محمد ظریف عالم	الطاف حسین	موضع کشپور ڈاکخانہ سابدھن تھانہ کرندیگھی ضلع اتر دیناجپور بنگال
37	محمد انوار الحق	محمد تمیز الدین	موضع مہیشمارہ ڈاکخانہ پناسی ہاٹ تھانہ پہاڑ کٹہ ضلع کشن گنج بہار
38	وکیل میاں	صومامیاں	موضع کرٹھیلی ڈاکخانہ کلیان پور تھانہ رنگیلی ضلع مورنگ نیپال
39	محمد آشکار رضا	محمد الطاف حسین	موضع احمد نگر جیتواڑہ ڈاکخانہ کندرکی تھانہ کندرکی ضلع مرادآباد، یوپی
40	محمد داؤد کوثر	محمد نعیم الدین	موضع سہاگی ڈاکخانہ چھترگاچھ تھانہ پوٹھیا ضلع کشن گنج بہار

41	محمد عقیل اختر	محمد سفیر الدین	چھوٹا جامنی گوڑی ڈاکخانہ پیپری تھان تھانہ کورلی کاٹ ضلع کشن گنج، بہار
42	دبیر الدین	رفیع الدین	موضع راضی بستی ڈاکخانہ پانچ ڈیمٹھی تھانہ اسلام پور ضلع اُتر دیناجپور، بنگال
43	محمد شاکر	محمد حسیب	موضع لیلوکاٹولہ ڈاکخانہ مڑواتھانہ بائسی ضلع پورنیہ بہار
44	محمد عاصم	محمد ایوب	موضع حاجی فرید پور ڈاکخانہ سلطانپور دوست تھانہ ڈلاری ضلع مرادآباد یوپی
45	محمد صدام حسین	محمد منعم اختر	موضع گندا باڑی ڈاکخانہ ارہینہ تھانہ اعظم نگر ضلع کٹیہار بہار
46	محمد فرید نظامی	شیخ نظام الدین	موضع رضا نگر کودر ڈاکخانہ دھرگولی تھانہ بگودر ضلع گربڈھ جھارکھنڈ
47	نازش علی	امیر احمد	موضع افضل پور ڈاکخانہ سرکڑا خاص تھانہ مونڈاپانڈے ضلع مرادآباد یوپی
48	اسد علی	عاشق علی	موضع افضل پور ڈاکخانہ سرکڑا خاص تھانہ مونڈاپانڈے ضلع مرادآباد، یوپی
49	محمد اعظم رضا	ابن حسن	موضع دولپور ڈاکخانہ مانپور تھانہ بھگت پور ضلع مرادآباد یوپی
50	محمد تفسیر عالم	نبیہ حسن	موضع بھوجپور ڈاکخانہ خاص تھانہ خاص ضلع مرادآباد یوپی
51	شاداب حسین	اشتیاق حسین	موضع سید پورہ ڈاکخانہ راجپور کیسریا تھانہ ڈلاری ضلع مرادآباد یوپی
52	محمد مسعود رضا	غلام مصطفیٰ	موضع گھواں ڈاکخانہ کھوکسا چندر گاؤں تھانہ ڈگروا ضلع پورنیہ بہار
53	محمد صائب	محمد ولی	موضع کھاتاکلاں پوسٹ ملک تھانہ ملک ضلع رامپور یوپی
54	محمد ناظم	انوار حسین	موضع بجھیا جاگیر ڈاکخانہ شاہی تھانہ شاہی ضلع بریلی یوپی

نوٹ: ان طلبہ کے علاوہ فارغین میں کیرلا کے ۲۴ طلبہ بھی شامل ہیں۔